مغازی النبیؐ ہر کہ را بشنود شود شیر دل گرچہ بزدل بود
اگر در شب جنگ برخوانی تو این ہزیمت خورد دشمنت بالیقین

دیوانیہ اور خمسہ صرفی کو شعرائے نامور کی صف میں جگہ دیتے ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ آٹھ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ البتہ جب کوئی اہم بات کہنا ہوتی تو ہی، اسے تفنن طبع کا ذریعہ اور بیکار مشغلہ نہ بنایا تھا۔

حضرت صرفی کے آخری ایام اور فرقہ واریت کی بندش

صرفی ۹۸۰ھ میں اپنے آخری سفر حج سے لوٹے اور کشمیر میں چک خاندان کے شیعہ سلاطین کے سُنیوں پر مظالم دیکھے۔ ۹۶۲ھ سے چکوں نے برسر اقتدار آکر ایران کے صفویہ بادشاہوں سے کہیں سخت تر پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ صرفی کے حج سے لوٹنے کے بعد علی شاہ چک (۹۷۰ھ تا ۹۸۶ھ) اور یوسف شاہ چک (۹۸۶ھ تا ۹۹۴ھ) کی حکومت رہی۔ ۹۹۳ھ میں اکبر اعظم کے حکم سے امین الدین نے کشمیر پر چڑھائی کی اور اگلے سال ۹۹۴ھ/۱۵۸۵ء میں وادی سلطنت مغلیہ کا جزو قرار پائی۔ اکبر کا حملہ فرقہ وارانہ کی تعدیل اور بیخ کنی کی خاطر تھا اور اسے اس امر کے لیے حضرت بابا داؤد خاکی گنائی (۹۲۰ھ تا ۹۹۴ھ) اور یعقوب صرفی وغیرہ نے آمادہ کیا تھا۔ ان حضرات نے ایک وفد کی صورت میں اکبر سے ملاقات کی اور اسے مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان خون خرابے کے روکنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ چک سلاطین شہنشاہ ہمایوں کے خالہ زاد بھائی حیدر دوغلت[۱] (مقتول ۹۵۸ھ) کے سُنیانہ مظالم کے انتقام کا ذکر کر رہے تھے، اس خاطر اکبر کو ان کا قلع قمع کرنے کی تحریض ہوئی۔ شیخ صرفی اکبر کی فوجوں کے شانہ بشانہ لڑے اور زخمی ہوئے انھیں فوج کا ایک باقاعدہ عہدہ بھی پیش کیا گیا تھا جسے آپ نے قبول نہ کیا۔ چکوں کے انخلال کے بعد عہدِ اکبری میں صرفی اور ان کے ہمنواؤں نے اطمینان کا سانس لیا۔ صرفی نے ۱۲/ ذی الحجہ ۱۰۰۳ھ کو انتقال فرمایا۔ معاصرین نے "شیخ اُمم بود" اور

---

[۱] تاریخِ رشیدی کا مؤلف۔

"فخرالانام" تاریخیں کہی ہیں۔ ان کا مقبرہ نواحِ سرینگر میں "حضرت ایشان" کے نام سے خواص وعوام کی زیارت گاہ ہے۔

شیخ یعقوب صرفی یوں تو بڑے مصنف، شاعر اور عارف باللہ تھے مگر فرقہ وارانہ کے خلاف ان کی مساعی کی خاص قدر وقیمت ہے۔ انھوں نے یہاں رگانہ فقہی یا تسنن وتشیع پر مبنی فروعی اختلافات میں حدِّ اعتدال برتنے کی خاطر وادیٔ جموں وکشمیر اور دیگر مقامات پر متعدد تقاریر کیں۔ جیساکہ اوپر عرض ہوا اس مقصد کی خاطر انھوں نے برصغیر اور ایران کے حکام سے بھی ملاقاتیں کی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت شیخ یعقوب صرفی کی گوناگوں خدمات یاد رکھنے کے قابل ہیں۔[۵۱]

---

۵۱ دیکھیے اکبرنامہ جلد ۳، کشمیر جلد ا و ۲ عبدالحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ جلد ا جز ۲ اور تاریخ حسن جلد ۲۔

لمحات (عربی)

شاہ ولی اللہؒ کے فلسفۂ تصوف کی یہ بنیادی کتاب شروع سے نایاب تھی۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کو اس کتاب کا ایک پرانا قلمی نسخہ ملا، موصوف نے بڑی محنت سے اس کی تصحیح کی اور شاہ صاحبؒ کی دُوسری کتابوں کی عبارات سے اس کا مقابلہ کیا اور وضاحت طلب اُمور پر تشریحی حواشی لکھے۔ کتاب کے شروع میں مولانا کا ایک مبسوط مقدمہ ہے۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے مصری ٹائپ میں خاص اہتمام سے اس کو چھپوا کر نشر کیا۔ پہلا ایڈیشن جلد ہی ختم ہوگیا۔ اب دوبارہ یہ کتاب زیرِ طبع ہے اور مزید تصحیح وتحقیق سے شائع ہو رہی ہے۔

سخاوت مرزا قادری

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحؒ

(۱)

مختصر حالات

شاہ ولی اللہ محدّثؒ ابن شاہ عبدالرحیم حضرت عبداللہ بن عمر فاروق عادلؓ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اکیس واسطوں سے حضرت ممدوحؓ سے ملتا ہے۔[۱]

آپ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ مادہ تاریخ ولادت عظیم الدین۔ ۱۱۱۵ھ ایک عدد بڑھ جاتا ہے۔ ۱۱۳۱ھ میں بعمر ۱۷ سال علوم مروجہ حدیث وفقہ، فلسفہ و منطق، صرف ونحو کی تکمیل کی۔ چودہ سال کی عمر میں عقد کیا۔ بعمر ۱۵ سال والدِ ماجد سے بیعت کی۔ بارہ سال درس و تدریس علمی مجلس طلباء کی مجلسوں میں گزاری، اس کے بعد آخر ۱۱۴۲ھ میں گویا بعمر ۲۷ سال بغرض زیارت وحج کعبۃ اللہ گئے اور وہاں ایک سال رہے اور مشہور اساتذہ حدیث شیخ ابو طاہر اور محمد بن ابراہیم کردی مدنیؒ وغیرہ سے مزید علم حدیث وفقہ میں مہارتِ تامہ حاصل فرمائی۔

بعد واپسیٔ کعبۃ اللہ بقیہ عمر تصنیف وتالیف اور تبلیغ دین اور تعلیم حدیث میں

---

[۱] القول المیسور فی رجال شرح الصدور: ذوالفقار احمد بھوپالی۔ مطبوعہ آگرہ صفحہ ۱۱۔

...ن سال گزارے ۔ اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی ۔ مادہ وفات یہ ہے :-

اُو بود امام اعظم دین"

۱۱ ھ ۷۶

آپ کثیر التصانیف تھے ، اہم ترین تصانیف یہ ہیں :- ۱۔ حجۃ اللّٰہ البالغہ اور ۲۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ۔ دونوں ۱۲۸۵ھ میں منشی محمد جمال الدین مرحوم مدار المہام بھوپال نے طبع کرائیں ۔ جس کا مختصر ذکر سطور ما بعد میں کیا گیا ہے ۔

حاجی محمد افضل (وفات ۱۱۴۶ھ) بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الفِ ثانی" بڑے محدث ، فقیہ ، عالم ماہر ، متبحر اور اولیاء نامدار تھے ۔ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ تھے ، حرمین گئے ، واپسی پر شغل درس و تدریس تھا ۔ شاہ ولی اللّٰہ" نے سندِ حدیث آپ سے حاصل کی تھی ۔ حضرت موصوف کا ایک خاص طریقہ یہ تھا کہ جو شخص نذر دیتا تو ہر فن کی کتابیں خرید کر وقف کر دیتے ۔ چنانچہ ایک مرتبہ پندرہ ہزار روپیہ بطور نذرانہ آئے تو آپ نے کتابیں خرید کر وقف کر دیں[1]

سلسلۂ طریقت شاہ ولی اللّٰہ محدث رح

۱۔ نقشبندیہ مجددیہ :- اپنے والد ماجد شیخ عبدالرحیم سے بتوسط شیخ آدم بنوری اور شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانی" تک ۔

۲۔ سلسلۂ ابو العلائیہ :- میر ابوالقاسم اکبر آبادی خلیفہ شاہ ولی محمد سے حضرت میر ابو العلاء اکبر آبادی" (وصال ۱۰۶۱ھ) میر ابوالقاسم کو تبرکاً ایک خرقہ قادریہ غوثِ اعظم کا ملا تھا ۔

۳۔ سلسلۂ بخاری چشتیہ :- بتوسط سید عبدالوہاب بخاری ، سید محمود بخاری سے ان کو اپنے والد سید صدر الدین راجو قتال بخاری سے ، ان کو سید جلال بخاری اوچی سے ان کو خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے ۔

---

[1] حدائق حنفیہ صفحہ ۴۳۸ ۔

تقریباً چونتیس سال گزارے۔ اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔ مادہ وفات یہ ہے :-

"او بود امام اعظم دین"

۱۱ ھ ۷۶

آپ کثیر التصانیف تھے، اہم ترین تصانیف یہ ہیں :- ۱۔ حجۃ اللہ البالغہ اور ۲۔ ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء۔ دونوں ۱۲۸۵ھ میں منشی محمد جمال الدین مرحوم مدار المہام بھوپال نے طبع کرائیں۔ جس کا مختصر ذکر سطور ما بعد میں کیا گیا ہے۔

حاجی محمد افضل (وفات ۱۱۴۶ھ) بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الفِ ثانیؒ بڑے محدث، فقیہ، عالم ماہر، متبحر اور اولیاء نامدار تھے۔ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ تھے، حرمین گئے، واپسی پر مشغل درس و تدریس تھا۔ شاہ ولی اللہؒ نے سندِ حدیث آپ سے حاصل کی تھی۔ حضرت موصوف کا ایک خاص طریقہ یہ تھا کہ جو شخص نذر دیتا تو ہر فن کی کتابیں خرید کر وقف کر دیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پندرہ ہزار روپیہ بطور نذرانہ آئے تو آپ نے کتابیں خرید کر وقف کر دیں[۱]

سلسلۂ طریقت شاہ ولی اللہ محدثؒ

۱۔ نقشبندیہ مجددیہ :- اپنے والد ماجد شیخ عبدالرحیم سے بتوسط شیخ آدم بنوری اور شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ تک۔

۲۔ سلسلۂ ابوالعلائیہ :- میر ابوالقاسم اکبرآبادی خلیفہ شاہ ولی محمد سے حضرت میر ابوالعلاء اکبرآبادیؒ (وصال ۱۰۶۱ھ) میر ابوالقاسم کو تبرکاً ایک خرقہ قادریہ غوث اعظم کا ملا تھا۔

۳۔ سلسلۂ بخاری چشتیہ :- بتوسط سید عبدالوہاب بخاری، سید محمود بخاری سے ان کو اپنے والد سید صدر الدین راجو قتال بخاری سے، ان کو سید جلال بخاری اوچی سے ان کو خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے۔

۱؎ حدائق حنفیہ صفحہ ۴۳۸ -

۴۔ صابریہ:۔ آپ کو شیخ احمد بنوری سے، ان کو شیخ احمد عبدالحق سے، ان کو جلال الدین پانی پتی سے، ان کو حضرت شمس الدین ترک سے، ان کو حضرت علی احمد صابر سے، ان کو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے۔

۵۔ ایک سلسلہ بتوسط خال خود حضرت شیخ نظام نارنولی سے، ان کو خواجہ خانو گوالیاری سے، ان کو سلسلہ بہ سلسلہ حضرت خواجہ شہاب الدین ناگوریؒ سے۔

۶۔ دوسرا سلسلۂ چشتیہ:۔ بتوسط والد ماجد شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی، شیخ عبدالعزیز سے اور ان کو سلسلہ بہ سلسلہ سید حسام الدین مانکپوری اور شیخ نور قطب العالم سے شیخ سراج الدین عثمان خلیفہ شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ تک پہنچتا ہے۔

ترجمۂ قرآن

قرآن مجید کا آپ نے فارسی میں ترجمہ فرمایا تھا۔ تاکہ یہ نعمت عام ہوجائے۔ بعض اشرار نے اس کی مخالفت کی اور قتل کے درپئے ہوگئے اور کہنے لگے ہماری روزی میں خلل ڈال دیا۔[۵۱]

شاہ ولی اللہؒ سے ساڑھے تین سو سال قبل مخدوم فقیہ علاؤ الدین ابوالحسن علی بن احمد المہائمی گجراتی (۸۳۵ھ) نے اپنی تفسیر الموسوم بہ تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان لکھی تھی۔[۵۲] مؤلف نزہۃ الخواطر اس تفسیر کے متعلق اس طرح رطب اللسان ہیں:

> "ہندوستان کے ہزار سالہ دور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سوا حقائق نگاری میں ان کا کوئی نظیر نہیں ..... امتیاز یہ ہے کہ اس میں التزام کے ساتھ تمام قرآن پاک کی آیات کریمہ کے باہم دیگر مربوط ہونے کو ایسے دلنشین طریقہ سے بیان کیا ہے کہ جس کو پڑھ کر انسان وجد میں آجاتا ہے۔" الخ (رسالہ یادِ ایام علیگڑھ ۱۹۱۹ء)[۵۹]

---

[۵۱] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۱ھ صفحات ۲۸-۸۴-۸۵۔

[۵۲] حالاتِ مخدوم فقیہ علاؤ الدین مطبوعہ حیدرآباد دکن لطف الدولہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔